مولانا احمد صادق ڈیسائی اور مولانا ساجد عثمان کی رہائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ! یہ سن کر آپ کو یقیناً مسرت ہوگی کہ خدام القرآن ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا احمد صادق ڈیسائی اور خدام القرآن ٹرسٹ کے چیئرمین مولانا محمد ساجد عثمان صاحب جیل سے رہا ہو گئے ہیں۔ ٹرسٹ کے مذکورہ مرکزی رہنماؤں کو دیگر تین ساتھیوں کے ہمراہ بنگلہ دیش پولیس نے ۲۴ جنوری ۱۹۹۹ء کو رات ڈھائی بجے اس وقت گرفتار کر لیا تھا جب وہ ڈھاکہ میں موجود خدام القرآن کے آفس میں آرام فرما رہے تھے۔ پچاس سے زائد گاڑیوں پر مشتمل اڑھائی سو کے لگ بھگ پولیس نفری نے دفتر کا محاصرہ کر کے ان کو گرفتار کیا اور دونوں مرکزی افرد کو ایک ہی ہتھکڑی لگا کر نامعلوم مقام پر منتقل کیا گیا۔ ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس نے گرفتاری کے سلسلہ میں وارنٹ دکھائے اور نہ ہی اس اچانک شب خون کی وجوہات بیان کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ سی آئی ڈی پولیس نے ایک ہفتہ تک غیر قانونی حراست میں رکھا اور اس دوران مسلسل ذہنی ٹارچر کیا جاتا رہا۔ ملکی و غیر ملکی مختلف ایجنسیاں ان سے تحقیقات کرتی رہیں۔ اسی دوران خدام القرآن کے دفتر سے تمام سامان بھی پولیس اٹھا کر لے گئی جس میں خدام القرآن ٹرسٹ کے زیر اہتمام بنگلہ دیش میں چلنے والے ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس کا مکمل ریکارڈ تھا۔ اس ریکارڈ میں استادوں کے مکمل کوائف سے لے کر مدرسہ کا محل وقوع، بچوں کی تعداد، نام اور ان کی ماہانہ کارکردگی رپورٹیں بھی موجود تھیں۔ اسی سامان میں ٹرسٹ کے قائدین کے پاسپورٹ، ٹکٹ اور دوسری سفری دستاویزات بھی تھیں۔ ایک ہفتہ کی غیر قانونی حراست کے بعد پولیس نے ان کو عدالت میں پیش کر کے باقاعدہ ریمانڈ حاصل کیا جو ۲۱ دن تک جاری رہا۔ اس دوران بھی مختلف طریقوں سے تفتیش جاری رہی۔ دوران ریمانڈ ان پر جو الزامات عائد کیے گئے، وہ مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) اسامہ بن لادن کے ساتھی ہیں۔

(۲) خدام القرآن کے تحت چلنے والے ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس اسامہ کی امداد سے چل رہے ہیں۔

(۳) ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس حقیقت میں ٹریننگ سینٹر ہیں۔ ان میں باقاعدہ عسکری تربیت دی جاتی ہے۔

(۴) خدام القرآن کا مقصد ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرز پر انقلاب برپا کر کے بنگلہ دیش کو دوبارہ پاکستان کا حصہ بنانا ہے۔

(۵) حرکت الجہاد الاسلامی سے تعلق ہے اور یہاں پر مذکورہ جماعت کو مالی سپورٹ کر رہے ہیں۔

(۶) طالبان سے تعلق ہے اور یہاں جو کام ہو رہا ہے، یہ طالبان کا راستہ ہموار کرنے کے لیے ہے۔

(۷) اسامہ بن لادن سے متعلقہ لکھی گئی ایک کتاب کو مالی سپورٹ کی ہے۔

(۸) آزاد خیال شاعر شمس الرحمن پر قاتلانہ حملہ میں ملوث ہیں۔

(۹) دیگر مقامی بنگالیوں کے ساتھ مل کر ۱۲ افراد نے بغاوت کی کوشش کی ہے۔

پولیس نے ان حضرات کو خطرناک مجرم قرار دیا اور دوران ریمانڈ ان کو کسی قسم کے رابطہ کی اجازت نہ دی گئی۔ ریمانڈ ختم ہونے کے بعد سی آئی ڈی پولیس کی تفتیشی ٹیم نے، جس کا سربراہ بدنام زمانہ پولیس افسر عبد القہار اخوند تھا جس نے مجیب الرحمن قتل کیس کی بھی تحقیقات کیں، عدالت سے جیل بھیج دیا۔ چونکہ پولیس عدالت میں کوئی مضبوط کیس پیش نہ کر سکی اس لیے اسے خطرہ تھا کہ ضمانت منظور ہو جائے گی۔ اس لیے حکومت نے ۲۶ ایم پی کے تحت ان کو جیل میں ہی نظر بند کر دیا۔ اس دوران ان کی ضمانت بھی منظور ہو گئی لیکن نظر بندی کی وجہ سے وہ غیر موثر ہو کر رہ گئی۔ خدام القرآن نے نظر بندی کو بھی ہائی کورٹ میں چیلنج کیا اور ہائی کورٹ نے اسے غیر قانونی قرار دیتے ہوئے نظر بندی کے فوری خاتمہ کا حکم دیا لیکن حکومت جس کی طرف سے ایک اٹارنی جنرل اور ۱۱ وکلاء اس کیس کی پیروی کر رہے تھے، نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی اور ۱۵ دن کا سٹے لے لیا۔ لیکن حکومت سپریم کورٹ میں بھی کوئی جواز پیش نہ کر سکی اور سپریم کورٹ نے بھی ہائی کورٹ کے فیصلہ کی توثیق کر دی۔ لیکن اس دوران حکومت نے ان حضرات کے خلاف بغاوت کا ایک اور مقدمہ قائم کر دیا۔ چنانچہ نظر بندی ختم ہونے کے باوجود یہ جیل سے باہر نہ آ سکے۔ نظر بندی کے دوران ان کو کسی سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی اور نہ ہی کوئی رابطہ کرنے دیا گیا۔ حتیٰ کہ اپنے وکیل سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔ لیکن اس دوران بنگلہ دیش میں حکومت کے اس اقدام کی مسلسل مذمت کی جاتی رہی۔ بڑے بڑے احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں، جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے مختلف ذرائع سے حکومت پر دباؤ ڈالا۔ اسی

دوران وہاں کے وزیر قانون نے ساؤتھ افریقہ کا دورہ کیا اور وہاں کے علماء نے بھی حکومت کی شدید مذمت کی اور علماء کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ساؤتھ افریقہ گورنمنٹ نے بھی اپنے شہری ہونے کے حوالہ سے سرپرست اعلیٰ کا بھرپور دفاع کیا۔ چنانچہ ۴ جون کو مولانا احمد صادق ڈیسائی اور ۱۳ جون کو مولانا محمد ساجد عثمان صاحب اور دیگر ساتھیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ ان حضرات کو باقی تمام کیسوں میں بری کر دیا گیا اور صرف دو کیسوں میں ان کی ضمانت ہوئی۔ تاہم ان حضرات کے پاسپورٹ وغیرہ ابھی تک ضبط ہیں اور جب تک کیس ختم نہ ہو جائے' بظاہر ان کے لیے سفر کرنا مشکل ہے۔ تاہم خدام القرآن کے چیئرمین مولانا محمد ساجد عثمان صاحب نے رہائی کے فوراً بعد بنگلہ دیش کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ادارہ کے تحت چلنے والے تمام مدارس کے اساتذہ اور متعلقین کا بھرپور اجلاس بلایا اور اپنے اس عزم کا اعادہ کیا کہ خدام القرآن نے دینی مدارس قائم کرنے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے' یہ نہ صرف قائم و دائم رہے گا بلکہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری گرفتاری کے پیچھے کن لوگوں کا ہاتھ ہے اور ہمارے کام سے کن لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ انہوں نے کہا' بنگلہ دیش ایک اسلامی ملک ہے اور دینی تعلیم یہاں کے بچوں کا بنیادی حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہمارے پاس جو پچاس ہزار سے زائد بچے زیر تعلیم ہیں' یہ وہ بچے ہیں جن سے مشنری ادارے توقعات وابستہ کیے ہوئے تھے۔ گویا ان بچوں کو عیسائیت کی گود سے چھین کر اسلام کی گود میں ڈالا گیا۔

مولانا محمد ساجد عثمان نے علماء پر زور دیا کہ وہ اس قسم کے حالات سے گھبرائیں نہیں بلکہ ایسے حالات اہل حق کا ورثہ ہیں۔ باطل نے ہر دور میں حق اور اہل حق کو ختم کرنے کے لیے اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے لیکن اسے ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔ انہوں نے ایسے تمام افراد کا بھرپور شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کی گرفتاری پر صدائے احتجاج بلند کیا یا ان کی رہائی کے سلسلہ میں دامے' درمے سخنے کسی قسم کی کوشش کی۔

مولانا محمد ساجد عثمان صاحب کی اگرچہ ضمانت منظور ہو چکی ہے اور ایک مرتبہ وہ جیل سے باہر نکلنے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں تاہم حکومت نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے اور سی آئی ڈی اسے اپنی ہزیمت اور رسوائی سے تعبیر کر رہی ہے۔ چنانچہ سازشیں ابھی تک جاری ہیں اور کیس کو بگاڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت کے واضح احکامات کے باوجود انہیں پاسپورٹ نہیں دیے جا رہے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ دعا فرمائیں' اللہ تعالیٰ باطل کی تدابیر کو انہی پر الٹ دے اور حق کو سرخرو فرمائے۔ اسلامی ممالک بالخصوص بنگلہ دیش کی سرزمین کو غیر مسلم این جی اوز سے پاک فرمائے اور مسلمان قوم کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

عبد الحمید عباسی ـ وائس چیئرمین خدام القرآن ٹرسٹ ـ راولپنڈی

------------- بقیہ: کلمہ حق -------------

کریں جو اسلام اور کفر کی تہذیبی کشمکش کے حوالہ سے انہیں مطمئن کرتا ہو کہ وہ اس میں عملاً شریک ہیں اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے بغیر شیخ عمر اور المہاجرون کا شکوہ کرنا اور ان سے بے زاری کا اظہار کرنا سنجیدہ علماء کو زیب نہیں دیتا۔ میرے خیال میں یہ صورت حال صرف برطانیہ میں نہیں بلکہ خود مسلمان ممالک میں بھی درپیش ہے۔ کیونکہ ہماری دینی جماعتیں اور مراکز آج کے عالمی حالات کے تناظر میں اپنی نئی پود کو مطمئن کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ دینی جماعتیں' علماء کرام اور دینی مراکز اپنے پہلے سے طے شدہ طریق کار اور دائرہ عمل میں نئی نسل کو پابند دیکھنا چاہتے ہیں مگر نئی پود کا باشعور نوجوان آج کی عالمی صورت حال اور نئے معروضی حقائق کے تناظر میں نئی صف بندی کا تقاضا کر رہا ہے۔ خیر بات بہت دور نکل گئی۔ تذکرہ "المہاجرون" کی ریلی کا ہو رہا تھا جو انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کے دن ساؤتھ آل براڈوے لندن میں اسلام کے تعارف اور دعوت کے عنوان سے منعقد کی۔ یہ ریلی موٹر کاروں کی تھی۔ کاروں کا ایک کارواں تھا جو کلمہ طیبہ والے پرچم بلند کیے اور پوسٹر سکرینوں پر سجائے دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کاروں میں لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی جو لمبے لمبے چوغے اور سکارف پہنے ہوئے تھیں۔ لڑکے الگ گاڑیوں میں اور لڑکیاں الگ گاڑیوں میں تھیں۔ گاڑیوں کے ساتھ کچھ نوجوان بینر اٹھائے پیدل چل رہے تھے۔ کچھ گاڑیوں میں ٹیپ ریکارڈر چل رہے تھے جن سے قرآن کریم کی تلاوت نشر ہو رہی تھی۔ ایک گاڑی میں لاؤڈ سپیکر نصب تھا جس سے اسلام' خلافت راشدہ اور جہاد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ کچھ نوجوان ریلی کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے لوگوں اور دکانوں میں اسلام کے بارے میں لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور پولیس کی گاڑیاں آگے اور پیچھے ریلی کی نگرانی کر رہی تھیں۔

میں لوکل بس کے ایک سٹاپ پر شیلٹر کے پیچھے چھپ کر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ خیال تھا کہ سامنے ہوا تو نوجوان دیکھ کر ساتھ چلنے کے لیے کہیں گے کیونکہ ان میں بہت سے شناسا چہرے تھے۔ اس طرح سفر سے رہ جاؤں گا مگر ہوا یہ کہ ریلی کے گزر جانے کے بعد بس آئی تو خاصا وقت گزر چکا تھا چنانچہ جب بھاگم بھاگ وکٹوریہ کوچ سٹیشن پہنچا تو جس بس پر میری سیٹ تھی' وہ پانچ منٹ پہلے اپنے وقت پر روانہ ہو چکی تھی اس لیے اس سے اگلی بس کے لیے دوبارہ سیٹ بک کرائی۔